

## خطبہ (۱۹۵)

پیغمبر ﷺ کے وہ اصحاب جو (احکام شریعت) کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں ملے نے کہی ایک آن کیلئے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سے سرتاسری نہیں کی۔ اور میں نے اس جوانمردی ملے کے بل بوتے پر کہ جس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبر ﷺ کی دل و جان سے مددان موقوعوں پر کی کہ جن موقوعوں سے بہادر (جی چڑا کر) بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور قدم (آگے بڑھنے کی بجائے) پیچھے ہٹ جاتے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو ان کا سر (قدس) میرے سینے پر تھا اور جب میرے ہاتھوں میں ان کی رووح طیب نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لئے۔

میں نے آپ کے غسل کا فریضہ انجام دیا، اس عالم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ ٹمارے تھے۔ (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کے اطراف و جوانب نالہ و فریاد سے گونج رہے تھے، (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اُتر تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا، وہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آ رہی تھیں، یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں چھپا دیا تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد کون ان کا حقدار ہو سکتا ہے؟ (جب میرا حق تھیں معلوم ہو چکا) تو تم بصیرت کے جلو میں دشمن سے جہاد کرنے کیلئے صدق نیت سے بڑھو۔

اس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبدوں نہیں، بلاشبہ میں جادہ حق پر ہوں اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھاٹی پر ہیں کہ جہاں سے پھسلے کہ پھسلے۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے آمرزش کا طلبگار ہوں۔

(۱۹۵) وَمِنْ حَكَلَةً لَّهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ  
مُحَمَّدٍ ﷺ أَنِّي لَمْ أَرْدَدْ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى  
رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ.  
وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ بِنَفْسِي فِي الْمُوَاطِنِ  
الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا الْأَبْطَالُ وَ  
تَنَاهَرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ، نَجَدَةً  
أَكْرَمَنِ اللَّهُ بِهَا.

وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ رَأْسَهُ  
لَعْلَى صَدْرِي. وَلَقَدْ سَالَتْ نَفْسُهُ فِي كَفِّي،  
فَأَمْرَزَهَا عَلَى وَجْهِي.

وَلَقَدْ وَلَيْثُ غُسلَةُ ﷺ وَ  
الْمَلَكُكُةُ أَعْوَانِي، فَضَجَّتِ الدَّارُ  
وَالْأَفْنِيَةُ: مَلَأَ يَهْبِطُ، وَ مَلَأَ يَعْرُجُ،  
وَمَا فَارَقْتُ سَبْعِينَ هَيْنَةً مِنْهُمْ،  
يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى وَارِيَنَاهُ  
فِي صَرِيْحِهِ. فَمَنْ ذَا أَحَقُّ بِهِ  
مِنِّي حَيَاً وَ مَيِّتًا؟ فَأَنْفُذُوا عَلَى  
بَصَائِرِكُمْ، وَلَتَصُدُّنِي نِيَاثُكُمْ  
فِي جِهَادِ عَدُوِّكُمْ.

فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنِّي لَعَلِيٌّ  
جَادَةُ الْحَقِّ، وَ إِنَّهُمْ لَعَلِيٌّ مَزَلَّةُ  
الْبَاطِلِ. أَقُولُ مَا تَسْبِعُونَ، وَ أَسْتَغْفِرُ  
اللَّهَ لِي وَلَكُمْ!

۵۔ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ: امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد کہ: ”میں نے بھی پیغمبر ﷺ کے احکام سے سرتباں نہیں کی“، یہ ان لوگوں پر ایک طرح کاظمی ہے کہ جو پیغمبر ﷺ کے احکام کو رد کرنے میں بیباک تھے اور انہیں تو نکنے کی جھارت کر گزرتے تھے، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیغمبر ﷺ کفار قریش سے صلح پر آمادہ ہو گئے تو صحابہ میں سے ایک صاحب اتنے برافروختہ ہوئے کہ وہ پیغمبر ﷺ کی رسالت میں شک کا اظہار کرنے لگے جس پر حضرت ابو بکر کو کہنا پڑا:

وَيُحِكْمَ الْأَزْمَعْرَةَ، فَوَاللَّهِ! إِنَّهُ كَرَسُولُ اللَّهِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُهُ.

تم پر افسوس ہے تمہیں انکی راہ تھامے رہنا چاہیے۔ یہ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور انہا نہیں صالح و بر باد نہیں ہونے دیگا۔ اس شک کے ازالہ کیلئے ”قسم“، ”إن“ اور ”لام تاکید“ کے ذریعہ نبوت کے یقین دلانے کی کوشش کرنا اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ مخاطب شک کی منزل سے بھی کچھ آگے بلکل چکا تھا، یونکہ یہ تاکیدی لفظیں ویں پر اعتمال کی باقی میں جہاں انکا تک کی نوبت پہنچ چکی ہو۔ بہر صورت اگر ایمان عدم شک کا نام ہے تو شک سے ایمان کا مجرموں ہونا بھی ضروری ہے، جیسا کہ اللہ بحاجۃ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ أَمْنَوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَأُوا﴾

مُؤْمِنُ بِهِ لَوْگُ ہیں جو اللہ و رسول پر ایمان لانے کے بعد شک نہیں کرتے۔

اسی طرح جب پیغمبر ﷺ نے ابن سلوی کی میت پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو پیغمبر ﷺ سے کہا: «کیف تَسْتَعْفِرُ لِرَأْيِنَا  
الْمُسْنَافِقِينَ؟»: ”کیا اس منافقوں کے سردار کیلئے آپ دعاے مغفرت کریں گے؟“ اور یہ کہہ کر پیغمبر ﷺ کو دامن سے پکڑ کر ہیچ لیا جس پر پیغمبر ﷺ کو کہنا پڑا کہ میرا کوئی اقدام حکم خدا کے بغیر نہیں ہوتا۔

اسی طرح حیث اسامہ کے ہمراہ جانے میں پیغمبر ﷺ کے تاکیدی حکم و مکار دیا گیا۔

اور ان تمام سرتایوں سے بڑھ کر وہ سرتباں تھی جو تحریر و صیحت کے مسلمہ میں ظاہر ہوئی اور پیغمبر کی طرف ایسی غلط نسبت دی گئی کہ جس سے احکام شریعت پر سے اعتماد ہی اٹھ جاتا ہے اور ہر حکم کے متعلق یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ: معلوم کہ یہ حکم وہی الہی کی بنا پر ہے یا معاذ اللہ! اسی بدحواسی کا نتیجہ ہے۔

۶۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہر مرکز کے اور جان جو کھوں کے موقع پر پیغمبر ﷺ کے سینہ پر رہے اور اپنی شداد اور جرأت و ہمت سے ان کی حفاظت کافر یعنیہ سر انجام دیتے رہے۔ چنانچہ: پہلا جاثری کا موقعہ وہ ہے کہ جب قریش نے قتل پیغمبر کا عزم بالجزم کر لیا تو آپ تلواروں کے زندہ اور شمنوں کے بھوم میں بترنبوت پر ہو گئے جس سے شمنوں کو اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد ہونا پڑا۔ پھر ان جنگوں میں کہ جہاں دشمن بھوم کر کے پیغمبر ﷺ پر ڈٹ پڑتے تھے اور اتحھے اتحھے بہادروں کے قدم ڈگکا جاتے تھے، آپ علم لشکر کو لئے ہوئے پامردی سے مجھے رہتے تھے۔ چنانچہ ابن عبد البر تحریر کرتے ہیں:

عَنْ أَبْنَى عَبَّاسِ قَالَ لِعُلَيْلِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرَيْتَ حَصَالٍ لَّيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِهِ: هُوَ أَوْلُ عَرَبِيٍّ وَ عَجَمِيٍّ  
صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ هُوَ الَّذِي كَانَ لِوَائِلَةَ مَعَهُ فِي كُلِّ رَحْفٍ وَ هُوَ الَّذِي صَبَرَ مَعَهُ  
يَوْمَ فَرَّ عَنْهُ غَيْرُهُ وَ هُوَ الَّذِي غَسَلَهُ وَ أَدْخَلَهُ قَبْرَهُ.

ابن عباس کہتے ہیں کہ: امیر المؤمنین علیہ السلام میں چار خصیتیں ایسی تھیں جو ان کے علاوہ کسی کو حاصل نہ تھیں: ایک یہ کہ آپ نے ہر عربی وغیر عربی سے پہلے رسول ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسرا سے ہر مرکز کے داروں گیر میں علمبردار ہوتے رہے اور تیسرا سے جب لوگ پیغمبر ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے تو آپ صبر و استقامت سے مجھے رہتے تھے اور چوتھے یہ کہ آپ ہی نے پیغمبر ﷺ کو شل دیا اور قبر میں اتنا رہا۔ (استیعاب، ج ۲ ص ۳۰۷)

اسلامی غروات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ جنگ توبک کے علاوہ کہ جس میں بھکم پیغمبر امیر المؤمنین علیہ السلام شرکت نہ کر سکے تمام جنگیں آپ کی حسن کار کردگی کی آئینہ دار اور تمام فتوحات آپ کے وقت بازو کی مر ہوں منت ہیں۔ چنانچہ:-

- جنگ بد ریں ستر خاقل ہوئے جن میں سے نصف امیر المؤمنین علیہ السلام کی تواریخے مارے گئے۔
- جنگ احمد میں جب مسلمانوں کے مال غنیمت پر ٹوٹ پڑنے کی وجہ سے فتح شنكہت کی صورت اختیار کر گئی اور دشمنوں کے اچانک حملہ سے مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو امیر المؤمنین علیہ السلام جہاد کو فریضہ ایمانی سمجھتے ہوئے ثابت قدمی سے مجھے رہے اور پیغمبر ﷺ کی ہمدردی و جان شماری میں وہ کارنا میاں کیا کہ جس کا پیغمبر ﷺ نے بھی اعتراف کیا اور ملک نے بھی اقرار کیا۔
- جنگ احزاب میں پیغمبر ﷺ کے ہمراہ تین ہزار نبرد آزماتھے، مگر عمر و ابن عبدود کے مقابلہ میں بڑھنے کی کسی ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ آخر امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسے قتل کر کے مسلمانوں کو رسوائی سے بچالیا۔

- جنگ خیر میں حضرت ابو تکر اور حضرت عمرو علم لے کر گئے مگر پلٹ آئے اس موقع پر بھی امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس مہم کو سرکیا۔
- جنگ حنین میں مسلمانوں کو اپنی کثرت پر بڑا گھنٹہ تھا جو نکہ ان کی تعداد دس ہزار تھی اور کفار کی لگنی چار ہزار تھی، مگر یہاں بھی مال غنیمت پر لپک پڑے جس کی وجہ سے کفار کو موقع مل گیا کہ وہ ان پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ اس اچانک حملہ سے مسلمان گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

**﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَّ يَوْمَ حَنَينٍ إِذَا عَجَبْتُمُّ كُمْ كَثُرْتُمُّ كُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحْبَتْ ثُمَّ وَلَيْتُمْ مُّدِيرِينَ ﴾**

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن بھی کہ جب تم اپنی کثرت پر اتراتے تھے اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر چلتے بنے۔

اس موقع پر بھی امیر المؤمنین علیہ السلام پہاڑ کی طرح مجھے رہے اور آخر تابید خداوندی سے فتح دکام رانی حاصل ہوئی۔

